جلد ۲۱ نمبر ۲۱

مضامینِ چ

(مورخہ ۱۱ جون ۱۹۳۶ء)

شہاب ثاقب

ایک دوست کی معرفت سے رسالہ "... " کی چند کاپیاں پہنچیں جن میں "..." کے عنوان سے ایک مضمون کئی پرچوں میں چھپا ہے۔ پہلے تو مضمون نگار صاحب کا نام دیکھ کر یہ سمجھ میں نہ آیا لیکن پڑھا تو معلوم ہوا کہ

اپنے پرائے کا ہر ایک کو گلہ نہیں رہتا

دیکھ کر بھی کئی دفعہ معلوم ہوا کہ یہ ضابطہ "..." کے سہارے گلہ دوستوں کی خشی امیر احمد امیر مینائی کے حال ہے۔ منشی صاحب کی شاعری اور اصلاح پر جو کچھ تاقب صاحب نے لکھا ہے اس کا جواب تو خیر نہیں ہے! اور ان کی عبارت کی اصلاح کر کے بھی وقت ضائع کرنا ہے لیکن مضمون کے ایک حصہ پر کہ علم زبان کی چھیڑ کا از ہے جس سے ان الحضرات شاقب صاحب کی غلطیوں سے لوگوں کو آگاہ کر دینا چاہتا ہوں۔

ممکن ہے کہ ثاقب صاحب قصبہ "..." میں پیدا ہوئے ہوں اور کان میں اذان اور اقامت وہیں کی کہی گئی ہو کہ آپ آنکھیں کھولیں تو دیکھیں کہ دس پانچ برس کے لڑکے بے سوچے سمجھے ادھر بھاگ رہے ہیں جہاں بازار کی بولی سے شرمندے "..." ہی ہے

جو ہرن کی نشانی میں دل لگا کے جب باہر ادھر دیکھنے کی ابھی پرواہ مدرسہ کی جاہے گا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس انقلاب کو دیکھیے کہ جناب ثاقب لکھنوی صاحب حضرت امیر مینائی کی زبان

دیکھ رہا ہے تو پھر گئی ہے جو سمجھ داری بھی ذہن کے حضور میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت امیر جہاں دیدہ شاعر ضرور تھے وہ اہل زبان نہیں تھے۔ اگر اہل زبان ہونے کے یہ معنی ہیں کہ جس شخص کو اہل زبان کہا جائے اس کی مادری زبان اردو ہی ہو تو ہم وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ منشی صاحب کی مادری زبان اردو نہیں تھی ہی۔ اگر انھوں نے حاصل کی ہو تو علوم کی طرح کسی طرح۔ اس امر واقعہ سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ آپ شروع سے صفائی کے ساتھ آپ کے آبا و اجداد کے وطن ہونے کا فخر قصبہ امیٹھی کو حاصل ہے۔ امیٹھی لکھنؤ سے چند میل پر ہے۔ کسی زمانہ میں وہاں بڑے علماء و شرفاء کے آداب اخلاق نیز رسم و رواج لکھنؤ والے بھی طرح جانتے ہیں کہ ہنگ وہاں کی شریف زادیاں بھی اردو کا وہ لہجہ شیریں سے بولا جاتا ہے جیسا کہ جا بجا خاندانوں میں ہے جہاں بڑی بوڑھیاں اپنی زبان پر ناز کرتی ہیں۔ خان بہادر مولوی سید محمد حسین صاحب لکھنوی مرحوم سابق ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ کمشنر و نائب صدر دیوان ریاست کشمیر کا منشی امیر احمد صاحب کے دو بیٹوں میں مولوی صاحب کی لڑکی منشی صاحب کے چھوٹے صاحبزادے سے منسوب تھیں اور منشی صاحب کی صاحبزادی مولوی صاحب کے صاحبزادے محمد حسن صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ کمشنری پنشن یافتہ سے منسوب ہیں)۔ راقم الحروف کے بھی حالت فرماتے تھے خدا انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے وہ بڑے خلیق اور محبت والے لوگ تھے جب کبھی ملاقات ہوتی تھی گھنٹوں علمی صحبت رہتے تھے۔ مجھے بحیثیت امیر الکلام سمجھتے تھے اور زیادہ عزت فرماتے تھے۔ مرحوم کی ہمیشہ اس خیال سے کہ اہل امیٹھی تھا کہ اردو اب کہیں کی خاص زبان نہیں اور ہندوستان کا کوئی شہر مرکزیت کا دعوے دار نہیں ہو سکتا کیونکہ کہیں ایسی زبان نہیں بولی جاتی جس میں مشترک نا مطبوع مخرجات معائب اور فارسی عربی کے مستعمل الفاظ بولے جاتے ہوں۔ لکھنؤ کسی شہر کی ... عورتوں

مردوں اور ... میں غریب تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ لوگوں سے علم اردو روزمرہ سننا ہو تو آپ یہاں نہیں کہ کہیں گے۔ کیونکہ وہ زبان ہے جس کا نام اردو رکھا گیا ہے۔ مرحوم نے گفتگو میں یہ فرمایا کہ اردو کے شریف گھرانوں میں جو بولی جاتی ہے وہاں کی عمر انشراح شریف زادیاں خصوصاً ضعیفات بیبیوں میں بہت ہی مرغوب ہے کہ عورتیں اردو بولنا پسند نہیں کرتیں۔ اگر کوئی تعلیم یافتہ لڑکی بولتی ہے تو اسے اچھا نہیں سمجھتیں۔ ان مرحوم ... اس سے اردو زبان کا کام گھروں کی بولی رکھتا ہے۔ یہی خصوصیت ہے کہ اس کا علم ہے کہ خود منشی امیر احمد صاحب کے گھر میں بھی شریف زادیوں کی ... زبان بولی جاتی تھی۔ آنجناب کی اہلیہ محترمہ کے وقت تک خالص اسی بولے جانے کے اور ... میں جا بجا واقع ہیں ... تو ہیں لیکن آج ہی جب کہ ہم شاگردان امیر کی ... سے تنگ آکر یہ مضمون ... لکھ رہے ہیں خود امیر کا اس ادب ... حضرت آزاد ... کی ذاتی دوستی اور ... کے بعض عزیزوں کے کلام اس سے واقف ہیں کہ ان عجیبوں کو لکھا ہے۔ جب امیر صاحب کی اہلیہ محترمہ کی زبان ... نہیں تو آپ کی والدہ صاحبہ کی کیا زبان ہو سکتی ہے اس کو آسانی سے اندازہ ہو سکتا ہے اور یہ علم ہے کہ اسی سکتا ہو کہ ایسے گھروں میں پیدا ہونے والے بچوں کی کیا زبان ہونا چاہیے۔"

پتا بھیجئے کہ امیر مینائی اہل زبان نہ تھے آپ نے اس مضمون سے کئی بہت بہت کام لیا۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی کے خلیفہ تھے اور اسی انتساب سے منشی صاحب مینائی تھے۔ خود امیر صاحب کے زمانہ ... سے ... گک مینائیوں کا ایک بڑا محلہ لکھنؤ میں آباد تھا اس خاندان کے بعض حضرات کی اولاد اب تک لکھنؤ ہی میں ہے۔ غدر کے بعد جب نواب یوسف علی خاں ناظم والی ریاست رامپور، منشی صاحب رامپور چلے گئے اور وہیں رہنے لگے تو جہاں تک ہم کو معلوم ہو ... ان کے اشعار ... معلوم ہوا کہ منشی صاحب نے کچھ ... میں خود ہی ... دیکھا۔ ع

[illegible] برداشت سے بند نقاب کی

ثاقب صاحب کی اخلاقی حالت کا اس سے اندازہ کر لیجیے کہ علم و ادب کے جھگڑے میں آپ مردوں کو دیوان میں لاتے ہیں اور مرحوم بھی آ [illegible] کا چہرہ نکلتا ہے۔ آپ کی احسان [illegible] صاحب شکر ادا کریں یا [illegible] صلواتیں سنائیں اور پھر [illegible] کے عزیز شاگرد [illegible] دوست [illegible] چراغ [illegible] گے ... حافظہ نباشد [illegible] سے آپ نے [illegible] خصوصیات [illegible] ہیں ان کو بھی آپ نے [illegible] دیا [illegible] مرحوم کا [illegible] یہ تھا جو لکھنؤ کا ایک محلہ ہے ؎

[illegible] بات کی [illegible] ہزار جھوٹ
تصدیق [illegible] کا جھوٹ

[illegible] صاحب مرحوم کے صاحبزادے ابھی موجود ہیں دیکھیے وہ کس [illegible] آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ سر ان آپ کی خلعت میرے سر آنکھوں پر۔

اب آگے [illegible] شاگردان ثاقب [illegible] ثاقب [illegible] کو گھیر کر شاگرد بنانا [illegible] استادی کی [illegible] جب امیر صاحب کی [illegible] زبان [illegible] کی [illegible] ہو سکتی ہے" واہ [illegible] سے تعصب [illegible]

باقی

[illegible] رنگ زرد
[illegible] کس [illegible] ذکر کرد

سی۔پی

اعتراض دربارہ بال جبریل

(تبصرہ)

گیارھویں نظم کا مطلع ہے ؎

مجھے [illegible] نہیں ہے [illegible] کا وہ زمانہ
وہ ادب گہ محبت وہ نگہ کا تازیانہ

عجب ترکیب کا مطلع ہے۔ خدا جانے [illegible] ہے۔ پہلے مصرعے میں دل کے ایک بھولے زمانے کے متعلق سوال کیا گیا ہے۔ قدرتی طور پر خیال ہوتا ہے کہ دوسرے مصرعے میں اس زمانے کی تفصیل ہوگی مگر وہاں کچھ اور ہی نظر آتا ہے زمانہ [illegible] گیا [illegible] میں دو چیزیں زبردستی [illegible] کی طرح نازل ہو گئیں۔ ایک ادب گاہ محبت دوسرے [illegible] کون سا [illegible] ادب گاہ محبت [illegible] زمان سے متعلق رہیں!

مطلب بھی اس شعر سے واضح نہیں ہوتا [illegible] صاحب کسی زمانے میں [illegible] محبت کے [illegible] نگاہوں کی [illegible] اور [illegible] تھا [illegible] محبت [illegible] تصور بھی [illegible] بہر حال مطلع [illegible] ہے ؎

[illegible]
[illegible] زمانہ

یہ شعر بھی [illegible] ہے۔ پہلے مصرعے کو دوسرے مصرعے سے [illegible] کے لیے کئی لفظوں کی ضرورت ہے اس کی نثر بنا کے دیکھیے تو معلوم ہو [illegible] عصر حاضر یا زمانہ حال کے [illegible] زمانہ [illegible] وحشت کی حد ہو گئی!

[illegible] غزل [illegible] شعر [illegible] ہے جس میں عصر حاضر [illegible] بنائے گئے [illegible] شاگردان [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] بال [illegible] ہے۔

اس نظم میں دوسرے شعر [illegible]

پانچویں نظم کا مطلع ہے ؎

[illegible]
[illegible]

[illegible] کی ترکیب [illegible] بیان [illegible] تھا [illegible] اگر [illegible] زبان [illegible]

کیونکے

چونکہ [illegible] مرحوم کی وجہ سے خانہ جائداد صدر المہام پر راجہ شام راج بہادر فرزند کلاں راجہ راے رایان کا تقرر [illegible] سال کے لیے منظور [illegible] کیا گیا ہے کہ جتنے محکمہ جات ولی الدولہ مرحوم کے سپرد تھے [illegible] نواب عقیل جنگ بہادر کے سپرد [illegible] محکمہ جات نواب عقیل جنگ بہادر کے سپرد [illegible] راجہ شام راج بہادر [illegible] کیا جائے۔ محکمہ تعلیمات [illegible] نواب مہدی یار جنگ بہادر کے سپرد ہے [illegible] ہفتہ [illegible] عمل میں آئے گا۔

[illegible] ناظم
محکمہ معلومات [illegible] سرکار عالی

کوئی نہ جو نقصان ہے کسی خطبان ہو گیں اب
حضرت پر ذرا اپنا کرشمہ دے کے ساغر یا مرغ
ذرا بے چکلی اور صوفی نے پیر کو ہی اشارہ
پاک۔ مگر معلوم کس کا اشارہ کیا اشارہ ہو۔
اپنے اپنے کے اشارات اشارے کا مطلب ہوگا
جا اور ان سے بھی کچھ ہو ۔ الغرض شعر
پورا ہی مطلب ہو گیا ہی ہو چکا ہے۔ خراب
دیکھے صوفی کی دال پکتا شعر اگر سب سمجھ لیں۔
پہلے بہار کی تعریف میں ادا کی طرح کا
ذکر کیا ہے مگر اس بے ڈھنگی طرز سے کہ شناسی
نہیں۔ ادبیت کے ساتھ۔

تیسری نظم کا پہلا شعر ہے ؎

کوئی کارواں سے ٹوٹا کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیر کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی

ناظم شاعر کا قصہ ہے کہ امیر کارواں بھلا کس طرح
بدماغ ہو گیا ہے جس وجہ سے کوئی شخص کارواں
سے الگ ہو گیا اور کوئی حرم ہی سے بدگمان ہو گیا۔
آخر ہو گیا! اسی واسطے ضرورت ہے اس وجہ سے
کہ دونوں جملوں سے متعلق سمجھا جاتا ہے۔
اور یہ خیالات مستور رہتا ہے۔

شاعر و امام اقبال کی پیروی ایک وجہ ہے کہ نظم
لکھتے ہیں اس طرح غزل جس میں مطلع ہو جاتے
اس کے شعر کہیں تو قطعہ کی طرح ایک مصرعہ کے
تمام معانی میں ہو تو وہ کوئی نظر آتے ہیں۔ کبھی
جو اگلے اور مخاطب ہوتے ہیں تو ایک ہی طرح کی
شانی اور غیر کی کو پہچان لیتے ہیں۔ غرضکہ
اللہ و حسب کی کوئی حد نہیں۔ جیسا فرماتے ہیں ؎

کہ دانش نورانی ہے کہ دانش برہانی
ہے دانش برہانی حیرت کی فراوانی

پہلا مصرعہ جس میں عقل کی تقسیم فرمائی ہے بجا ہو مگر
یہ بات بھی ایک خوب سے خوب تر ہے۔ مگر شاعر
صاحب یہ بات کہاں سے طلوع کرتے ہیں تو پھر کوئی
عذر نہیں۔ باوجودیکہ اس امر اشارہ ہی کیوں پیدا ہو
ذکر ہی نہیں۔ تیرے شعر میں دونوں کا فرق بتاتا ہے
کہ دانش نورانی کیا شے ہے اور برہانی کیا چیز مگر

یہ مراد ہے کہ انسانی عقل برہان عقلی و علمی کی تقاضا
ہے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ مگر اس اور عقل برہان
جن کو قرآن نے جگہ جگہ تنبیہ کی ہے اور جس پر سوال کیا جا
رہی ہے وہ حقیقت میں دلیل ہے۔ اس کے برعکس جو
گمراہ کرنے والی یا حیرت بڑھانے والی عقل ہے
اسے عقل سے تعبیر کرنا بھی درست ہے۔ عقل وہی
ہے جو ہدایت کی راہ پر لے جائے اور مقصود تک پہنچائے۔
اس شعر میں کوئی مخاطب کس سے نہیں ایک بات
جو شاعر صاحب نے فرمائی ہے گو دوسرے ہی مخاطب
ہے ؎

اس پیکر خاکی میں اک شے ہے سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اس شے کی نگہبانی

شے سے ایک ہی شے۔ بالکل جیسے کہ قابل احتیاط کی
طرح زر و زینت یا مال۔ ممکن ہے کہ وہ کوئی اچھی چیز ہو
لیکن مخاطب کی غیر حاضری یا فرق سے مخاطب کا
اندازہ کیا جا سکتا ہے اس شے کا حسن و قبح کوئی حکم
لگایا جاتا۔ اچھا ان لیجیے کہ مخاطب ذات باری
ہے۔ اور حضرت شاعر اس وقت مشاہدے کا
لطف اٹھا رہے ہیں جیسا کہ تیسرے اور چوتھے
شعر سے پتا لگتا ہے ؎

اب کیا جو فغاں میری پہنچی ہے ستاروں تک
تو نے ہی سکھائی تھی مجھ کو یہ غزل خوانی
ہو نقش اگر باطل تکرار سے کیا حاصل
کیا تجھ کو خوش آتی ہے آدم کی یہ ارزانی

یعنی معلوم ہوتا ہے کہ شاعر صاحب آدم سے مخاطب نہیں
ہے کہ پیرش کی خالق سے کر رہے ہیں اور کسی قدر شکوہ
شکر ہی ہے فغاں کی رسائی کا جو ستاروں تک
پہنچ سکے وہ گئی ۔ اعتراض یہ ہے کہ اول کو سمجھا
جانا چاہیے یا اول اس کا حق نہیں مگر اگر کہ دونوں کی
تکرار ہی ہو۔

پانچواں شعر ہے ؎

تجھ کو تو سکھا دی ہے افرنگ نے زندیقی
اس دور کے ملا ہیں کیوں ننگ مسلمانی

یہ ایک سوال ہے اور ویسا ہی سوال جیسا کہ کسی
شاعر کا شعر کہا جاتا ہے ؎

ہو جرم عشق اگر کشتنی و گردن ما
گناہ او ہو پیدا رو تو حیرت چہ رواست

لیکن پچھلے شعر میں جو پہلے کسی طرح بیان ہوا ہے
تقدیر کا شکوہ ہے یا بھی ہم یہ ؎

نادان جسے کہتے ہیں تقدیر کا زندانی

گر اس شعر کو گزشتہ سے کوئی علاقہ نہیں۔ اس طرح
معلق ہے جیسے مار دیا گیا ہو۔
آخری شعر پہلے اور دونوں جملے کہ گو کہ یہ ایک حال
تمام اشعار کا کیا ہوا۔ فرماتے ہیں ؎

تیرے بھی صنم خانے میرے بھی صنم خانے
دونوں کے صنم خاکی دونوں کے صنم فانی

کیا یہ شعر بھی نظم مشاہدہ و مراقبے سے تعلق رکھتا ہے؟
پہلے اشعار میں ان صنم خانے اور صنم کے بجائے یہ ہے کہ
یہ کافی تنگی اور دونوں صاحب مذکور دونوں ایک
پیچھے میں پھنس گئے۔ یہاں صفات کی تعریف
کی طرف نقطہ ہو گیا۔

آخر ان خیالات کو خود عقیدت سے کیوں بھی جائیں؟
شاعر نے اقبال کے ہر اعتراض کا جواب نظم میں
اختیار کیا ہے مگر خیال سے کوئی دلیل
بلکہ بیہودگی اور گستاخی کی تعلیم ہے۔ یہ تعلیم کسی مذہب
میں جائز نہیں جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے۔

ساتویں نظم میں شاعر صاحب خدا سے سوال
کرتے ہیں ؎

یا رب یہ جہان گزراں خوب ہے لیکن
کیوں خوار ہیں مردان صفا کیش و ہنرمند

سوال یہی دونوں بہت ہی سوال کرتا ہے مردان صفا کیش
و ہنرمند کبھی ذلیل و خوار نہیں ہوتے اور بظاہر جو ذلیل
اور خوار نظر آتے ہیں وہ ہستیوں سے پیچھے ہیں وہ
ان کی عزت بڑھاتی ہیں۔ مردان صفا کیش و
ہنرمند اس بات سے آگاہ ہیں اور وہ اس ذلیل
پر جو اہل دنیا کے ہاتھوں ظاہر ہوتی ہے اپنے خالق
کا شکر ادا کرتے ہیں۔ شاعر نے اعتراض کر دیا اور
اسے کسی شعر میں رد نہیں کیا۔ جو انسانی دل میں
ایسے شکوہ و گلہ پیدا کرتا۔

تیسرا شعر فارسی ہے ؎

آہ ... گیا ہے شیرازہ اہل خرد کا
[illegible]

دوسرے شعر میں ... خدا کا اپنے خواص ... ہے ... ایک حکایت یاد آگئی۔ کہتے ہیں کہ ایک صاحب ... تھے ... فرماتے ... اللہ ... اللہ ... [illegible]

[illegible]

(باقی آئندہ)

ادبار الشعرا

تبصرہ کتب

(تبصرہ)

"جامع اللغات"

فرہنگ ... جناب جامع اللغات ...

بارک ... برکت ... بارک اللہ ... [illegible]

[illegible]

دی مسلم ریویو

سلطان ... انگریزی ... رسالہ ہے ... مضامین ... اسلام ... [illegible]

منیجر دی مسلم ریویو لکھنؤ

[illegible]

[illegible]

[illegible]



سوتی جاگتی وزارت

بیدار سے پر حکومت کا ثمر یاد آیا — اچیل کرد —

نائم سے اور ہیں وقت سفر یاد آیا — دا ماندگی —



جاری شدہ
سنہ ۱۸۳۹ء
ٹیلیفون نمبر ۱۲۹ لکھنؤ

تار کا پتہ
"حنا"
لکھنؤ

اصغر علی محمد علی تاجر عطر حنا بلڈنگ لکھنؤ

شاخیں۔ قنوج حیدرآباد دکن دہلی

مولانا پنچ کی نوٹ بک

"تجری من تحتہا الانہار"

ایک صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت! آپ تو بیست [illegible] تھے پھر کس طرح آپ کو یقین آگیا کہ انگریزی زبان بھی [illegible] اردو زبان کو مزید پیچیدہ بنا دے گی۔ غریب اردو کا زور ہی کیا ہے اور اس کے پیچھے تو اس کی قبر ہی بن چکی ہے۔ آج ایک انگریزی حکومت کا ایک کارنامہ اردو کا یہ حال ہے جو حشر [illegible] کا ہماری ہندی کا ہوگا۔ ہم کو افسوس ہے کہ یہ حق تو بیگم صاحبہ آپ کو ادھار یا قیاساً بنا دیا تھا یا جن کے قیاسات انھیں کے ساتھ ہیں۔ اگر چہ [illegible] سو ان کا کام آپ کے قیاس پر انحصار کا جواب بھی عرض کرتا ہے۔ ہم جناب مرزا صاحب ایک حکایت بیان کرکے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس کا جواب دیا جا سکتا ہے۔

حکایت ہے کہ ایک صاحب مولوی کے پاس گئے اور اسکا وہ دیکھنے کی فرمائش کی۔ مطلب یہ تھا کہ نکال لو مزے [illegible] ہوا ور یا پورے قرآن کو الٹ کر لکھ لی۔ "تجری من تحتہا الانہار" دراس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ مولوی نے کہا ابھی تو نہریں تو ابھی ہیں مگر سوئے [illegible] پیشاب کر بیٹھے کی بیماری ہے جو [illegible] صاحب [illegible] فرمایا [illegible] آپ کو معلوم ہو گیا کہ مولوی صاحب کا ارشاد [illegible] غلط ہرگز نہ تھا۔ ہاں قیاس سے صورت کی اصلیت جاری تھیں۔

اگر اردو کے حامی غیرت دار ہوتے تو اردو زبان بے خیف ہوتا۔ حال برعکس ہے۔ جن [illegible] کے الفاظ سے اردو خوبصورت بنی تھی وہ اردو کے

بورڈ بکارت [illegible] دوشیزگی ہے۔ دوسرے یہ کہ عربی میں بکر مرد اور زن دونوں کے لیے آتا ہے۔ باکرہ فارسیوں کی تصرف ہے۔ ایک [illegible] معنی بکر سماع پایا اور ہم نے اردو میں مخصوص کنواری لڑکی کے واسطے ہے۔ تیسرے یہ کہ "دوشیزہ" سب سے بہتر ہی کو ہرگز بارہ نہیں کہتے۔ [illegible] کہ نہ عربی ہے نہ فارسی ہے بلکہ جامع الفاظ [illegible]

بڑھتے جاتے ہیں۔ انگلستان میں آج کل [illegible] جاتے تھے۔ آج کل پھر صرف ایک بیل بچے [illegible] کو پہچاننا آتا ہے۔ [illegible] بار و پھر باہر نکل جانے کا حکم دیئے گئے ہیں حکومت [illegible] بعد سلطنت کے [illegible] باہر [illegible] کے واسطے یہ علامت ظاہر [illegible] نہ ہو۔ [illegible] کا نام ہے۔

غلط اردو کے تحت ہیں [illegible] ہیں انگلستان میں [illegible] باز ار [illegible] نہیں لگتے والے ہوتے ہیں۔ ایک شکل [illegible] سے [illegible] کے سوا بیچنے والے [illegible] ہیں جو بالغ ہوتے ہیں [illegible] جاتے ہیں۔ اصل شکل یوں ہوا جاتی ہے۔ [illegible] کوئی نہیں [illegible] ہوتے مگر آپ جانتے ہیں [illegible] کے کاروبار [illegible] صاحب کے ثابت کرتا ہے۔ [illegible] سے کام [illegible] معرفت کے نوٹ بیچے جاتے ہیں ارشاد ہوتا ہے "باقرخانی" دوتو ست ایک قسم کی روغنی روٹی جو باقر خاں نے ایجاد کی تھی۔ وہ بیچے [illegible] اور شکر سے بنائی جاتی تھی اور دودھ [illegible] سبحان اللہ [illegible] صاحب باقرخانی کھا [illegible] ہیں۔ جب تصنیف [illegible] اس کے [illegible] کے نسخے میں بڑھا دیں۔



"واللہ دیکھیے مسٹر جان بل! ابھی ہرگز لڑنا بھڑنا نہیں چاہتا" (آزاد [illegible])

کا دوسرا نام [illegible] ہے۔ ان کا [illegible] سے نہ ڈالے۔ دیکھیے ان کا [illegible] کرتے پاپڑ بیلا ہے۔ ہر قدم پر ٹھوکر۔ ہر سطر میں دو چار غلط۔ (باقی آئندہ)

[illegible]

خاکسار ادبار اللغات

[illegible] کے ذیل میں ارشاد ہوتا ہے "دوشیزہ"۔ [illegible] دوشیزہ۔ [illegible] جس کی بکارت ابھی قائم ہو۔ کنواری [illegible] دوشیزگی" حالانکہ باکرہ عربی میں دوشیزہ کو نہیں کہتے۔ [illegible] دوشیزہ

[illegible]

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

[illegible]

بنام

[illegible]

مہر عدالت

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

[illegible]

بنام

[illegible]

مہر عدالت

حالانکہ انہیں پھر ترسے جاتے ہیں سکوت ۔ پیٹ میں نہ اُردو کی مناسب نہ ہندی کی ۔ مگر بے اختیار کہ دو گھونٹ ہیں ۔ ہر عجیب زبان بھاکا گری ہے یا فارسی اور سنسکرت انگریزی کی رعایت اور راجندر پرشاد کی بے تعصبی کی بدولت ترقی کر رہی ہے اس کا پھر نام لیا ہے جیسے تحریر یا ن قبر الا خانہ ۔ دو اُردو کے اخبار ہی کا خون کے حق میں آواز ہے ۔ اہل قلم کے لئے گرم ہو ۔ دونوں حضرت [illegible] کے غلام [illegible] ذات ہے [illegible] اور رسائل کی [illegible] کہ جنت کی حوروں سے [illegible] ہونے کی طرح [illegible] ہیں ۔ آگے کیا عرض کروں ۔ زرنظر [illegible] نہیں ۔

حفاظت مکان

ایک امام صاحب مسجد میں نماز پڑھا رہے تھے [illegible] نمبر [illegible] صف اول [illegible] صاحب [illegible] کھڑے ہو گئے [illegible] ہونے [illegible] لوگ [illegible] سے [illegible] نماز پڑھی ۔ [illegible] حضرت سے پوچھا [illegible] جواب [illegible] صاحب کی [illegible] حفاظت کر رہا تھا ۔

گنجینۂ عملیات

[illegible]

روح حیات

[illegible]

ادمان

کوئی بھی شادی شدہ خاتون ہوگی جسے بچہ کھلانے
کا ارمان نہ ہو۔ اولاد کی خاطر لوگ سارے جتن کرتے
ہیں۔ درگاہوں پر جاتے ہیں۔ منتیں مانتے ہیں۔ فقیروں۔ اور
بیراگیوں کی سیوا کرتے ہیں۔ عاملوں، رمالوں، پنڈتوں، نجومیوں کے دروں کی
ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ طبیبوں، ویدوں اور ڈاکٹروں کو ہزاروں روپیہ کھلاتے ہیں۔ ہمارا تو یہی تجربہ ہے کہ
کیا ہندو، مسلمان، عیسائی، پارسی، یہودی اولاد کی تمنا میں اپنا مذہب تک ترک کرنے پر آمادہ ہوجاتے
ہیں۔ جس گھر میں اولاد نہیں وہ بے چراغ کہلاتا ہے۔ جو عورت بے اولاد ہے وہ ہندوستان میں منحوس
سمجھی جاتی ہے۔ اور اکثر بھلی عورتیں تو اس کا منہ دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتیں۔ لیکن اب

بے اولادوں کو مژدہ

چونکہ ہماری دوا ادمان سے سیکڑوں بے چراغ گھر روشن ہوگئے ہیں۔ سیکڑوں کی امیدیں بر آئی ہیں۔
خوبی اس میں یہ ہے کہ یہ دوا [illegible] عورت [illegible] کو کھانا ہوتی ہے۔ [illegible]
تو ایسا ہوتا ہے کہ پہلے ہی [illegible] حمل رہ جاتا ہے [illegible]
[illegible]

ترکیب استعمال دوا کے ساتھ روانہ کی جائے گی

لالہ رخ

ادمان

کارخانہ ضامن الصحت
وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ